Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۳۹/۷۴ | ہفتہ ۷ صفر ۱۴۱۰ھ، ۹ تبوک ۱۳۶۸ ہش، ۹ ستمبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۰۴

اخبار احمدیہ

سیدنا و امامنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیریت ہیں۔
اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب آقا کو اپنی حفظ و امان میں رکھے، بے انتہا فضلوں سے نوازے اور صد سالہ جشنِ تشکر کے سال کو نہ ختم ہونے والی خوشیوں کا سال بنا دے۔

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

" یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ دُعا کا قبول ہونا دو طور سے ہوتا ہے ایک بطور ابتلاء اور ایک بطور اصطفاء۔ بطور ابتلا تو کبھی کبھی گنہگاروں اور نافرمانوں اور بلکہ کافروں کی دُعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا قبول ہونا حقیقی قبولیت پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ از قبیل استدراج و امتحان ہوتا ہے۔ لیکن جو بطور اصطفاء دعا قبول ہوتی ہے اُس میں یہ شرط ہے کہ دعا کرنیوالا خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہو اور چاروں طرف سے برگزیدگی کے انوار و آثار اسمیں ظاہر ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ حقیقی قبولیت کے طور پر نافرمانوں کی دعا ہرگز نہیں سُنتا کہ جو اسکی نظر میں راستباز اور اسکے حکم پر چلنے والے ہیں۔ سو ابتلاء اور اصطفاء کی قبولیت ادعیہ میں ما بہ الامتیاز ہے کہ جو ابتلاء کے طور پر قبول ہوتی ہے۔ اس میں متقی اور خدا دوست ہونا شرط نہیں اور نہ اس میں یہ ضرورت ہے کہ خدا تعالےٰ دُعا کو قبول کر کے بذریعہ اپنے مکالمۂ خاص کے اسکی قبولیت سے اطلاع بھی دیوے اور نہ وہ دعائیں ایسی اعلیٰ پایہ کی ہوتی ہیں جن کا قبول ہونا ایک امرِ عجیب اور خارقِ عادت متصوّر ہو سکے لیکن جو دعائیں اصطفاء کی وجہ سے قبول ہوتی ہیں ان میں یہ نشان ہوتے ہیں۔

- اوّل یہ کہ دعا کرنے والا متقی اور راستباز اور کامل فرد ہوتا ہے۔
- دوسرے یہ کہ بذریعہ مکالمات الہٰیہ اس دُعا کی قبولیت سے اس کو اطلاع دی جاتی ہے۔
- تیسری یہ کہ اکثر وہ دعائیں جو قبول کی جاتی ہیں نہایت اعلیٰ درجہ کی اور پیچیدہ کاموں کے متعلق ہوتی ہیں جنکی قبولیت سے کھل جاتا ہے کہ یہ انسان کا کام اور تدبیر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص نمونۂ قدرت ہے جو خاص بندوں پر ظاہر ہوتا ہے۔
- چوتھی یہ کہ ابتلائی دعائیں تو کبھی کبھی شاذ و نادر کے طور پر قبول ہوتی ہیں لیکن اصطفائی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ بسا اوقات صاحب اصطفائی دُعا کا ایسی بڑی بڑی مشکلات میں پھنس جاتا ہے اور اگر اور شخص ان میں مبتلا ہو جاتا تو بجُز خودکشی کے اور کوئی حیلہ اپنی جان بچانے کے لئے ہرگز اسے نظر نہ آتا۔ چنانچہ ایسا ہوتا بھی ہے کہ جب کبھی دنیا پرست لوگ جو خدا تعالیٰ سے مہجور و دور ہیں بعض بڑی بڑی ہموم و غموم و امراض و اسقام و بلیّات لاینحل میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو آخر وہ بباعث ضعفِ ایمان خدائے تعالیٰ سے نا اُمّید ہو کر کسی قسم کی زہر کھا لیتے ہیں یا کنویں میں گرتے ہیں یا بندوق وغیرہ سے خودکشی کر لیتے ہیں۔ لیکن ایسے نازک وقتوں میں صاحب اصطفاء کا بوجہ اپنی قوّتِ ایمانی اور تعلقِ خاص کے خدا تعالیٰ کی طرف سے عجیب در عجیب مدد دیا جاتا ہے۔"

- مکرم مشتاق احمد صاحب ظہیر (منڈی بہاؤالدین) کی والدہ محترمہ بیمار ہیں۔ نیز انکے چھوٹے بھائی مکرم اشفاق احمد صاحب (دار الرحمت وسطی ربوہ) بعارضہ یرقان اور شوگر سخت بیمار ہیں۔ وہ فیصل کلینک لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب انکی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دُعا کریں۔
- اللہ تعالیٰ نے مکرم محمد کریم عابد صاحب شاہ فیصل ٹاؤن حلقہ ماڈل کالونی کراچی کو دو بیٹیوں کی فوتیدگی کے بعد اپنے فضل سے بیٹا عطا کیا ہے۔ جو مسلسل پانچ ماہ بیمار رہا۔ اب پھر شدید کھانسی میں مبتلا ہے بچہ تحریک وقف نو کے تحت وقف ہے احباب سے خصوصی دعا کی درخواست ہے
- مسز ناصر صاحبہ گلشن اقبال کراچی کی بیٹی عزیزہ مکرمہ شازیہ ناصر صاحبہ نے میٹرک کے امتحان میں ۶۴۹ نمبر حاصل کر کے گریڈ A اے اور اپنی کلاس میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔
اس بچی اور دیگر سب بچوں کی نمایاں کامیابی اور خادمِ دین ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔
- مکرم عبد القدیر صاحب بھٹی کے بیٹے عزیز عطاء العلیم بھٹی نے امسال میٹرک کے امتحان میں ۸۵۰ نمبروں میں سے ۷۱۸ نمبر لیکر ضلع تھرپارکر میں چوتھی اور عمر کوٹ شہر کے اسکولوں میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو مزید کامیابیاں عطا فرمائے۔
- مکرم ناصر محمود خان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ دار الذکر لاہور ابن مکرم محمد یحییٰ خان صاحب انجینئر کا نکاح ہمراہ عزیزہ مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ بنت مکرم محمود احمد صاحب (محمود نرسری ساہیوال) مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۸۹ء بروز جمعہ مکرم مقصود احمد صاحب باجوہ مربی سلسلہ دار الذکر لاہور نے پڑھا۔ احباب کرام سے رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۹ تبوک ہش ۱۳۶۸ ۹ ستمبر ۱۹۸۹ء

وطن کی خدمت

کچھ باتیں تو ایسی ہیں کہ سیاسی پارٹیوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ اپنے اپنے پروگرام بناتی ہیں اور ان کے اراکین ان پروگراموں پر عمل کرتے ہیں۔ کوئی پارٹی برسرِ اقتدار ہو تو اُسے وسیع تر پروگرام بنانے اور ان پر عمل درآمد کروانے کے بہتر مواقع مل جاتے ہیں۔ اگرچہ جمہوریت میں برسرِ اقتدار پارٹی کے خلاف ایک اور پارٹی بھی ہوتی ہے جو عام طور پر حکومت کی ہر بات کی مخالفت کرتی ہے۔ اس کا ہر پروگرام اس کے خیال میں غیر مفید اور غیر ضروری ہوتا ہے۔ یا پروگرام کے نفاذ کا طریق ناواجب نظر آتا ہے۔

خیر یہ تو باتیں ہیں پارٹیوں کی اور یہ باتیں ہیں بڑے بڑے پروگراموں کی۔ لیکن ملک میں صرف بڑے بڑے پروگرام ہی نہیں ہوتے۔ چھوٹے چھوٹے پروگرام بھی ہوتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتیں بھی ہوتی ہیں جنہیں ایک فرد اپنے ذمہ لے سکتا ہے، یا چند افراد مل کر۔ آج ہم انہیں چھوٹے چھوٹے پروگراموں کی بات کرنا چاہتے ہیں تاکہ ملک کی خدمت کا پہیہ چلانے کے لئے ہر شخص کا کندھا آگے بڑھ جائے اور اپنے آپ کو خدمت میں مصروف کرلے۔

یہ پروگرام ہیں اپنے اپنے متعلق اور اپنے اردگرد کے متعلق۔ ہمیں کیسے پاکستانی بننا چاہیئے۔ ہم کیا کریں تو پاکستان کا نام روشن ہو ہمارے کس فعل سے پاکستان کا کوئی بہتر پہلو نمایاں ہوگا۔ یہ ہمارے اپنے سوچنے کی بات ہے۔ ہم اکثر کسی کا ذکر کرکے کہتے ہیں کہ پاکستان کا نام بدنام کر دیا۔ پس اگر کسی دوسرے نے ایسا کیا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ایسا نہ کریں۔ کسی کا نام لے کر ہم کہتے ہیں بات ہوئی تاکیا خوب پاکستان کا نام روشن کیا ہے۔ یہ کام ہم بھی کریں۔ ہمیں کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہمیں کسی سے پروگرام مرتب کروانے کی حاجت نہیں ہے۔ بس صرف یہ کرنا ہے کہ پاکستان کی نیک نامی اس کا استحکام اور اسکی ترقی کی باتیں سوچنی ہیں۔ اور ایسی باتیں جو افراد کر سکتے ہیں۔ تاکہ ہم اپنے حصّے کا کام کرسکیں۔ آیئے ہم عہد کریں کہ جس بات کو بھی ہم پاکستان کے لئے مفید سمجھیں گے وہ ازخود کرنا شروع کر دیں گے۔

یُوں تو منزل دُور ہے لیکن ہم نزدیک سمجھتے ہیں
اپنے ہر اِک گام کو ہمّت کی تحریک سمجھتے ہیں
دائیں بائیں آگے پیچھے قندیلوں کی ایک قطار
لیکن پھر بھی کچھ اس رستے کو تاریک سمجھتے ہیں

ــــ ابوالاقبال ــــ

کوئی بات کرے

اُنکا مدّت سے ہے اصرار کوئی بات کرے
وہ تو ہیں مائلِ گفتار کوئی بات کرے

بات کرنا پسِ دیوار بڑی بات نہیں
آئے اور آکے سرِ دار کوئی بات کرے

لے کے آیا ہے کہاں قافلہ سالار ہمیں
کیوں نہ اب قافلہ سالار کوئی بات کرے

پہلے دل کا یہ تقاضا تھا کہ خاموش رہوں
اب خموشی سے ہے بیزار کوئی بات کرے

ایک مدّت سے تہی ہے مرا دامانِ خیال
لب ہوں جسکے گل و گلزار کوئی بات کرے

یہ نہ ہوں گے تو کوئی بات نہ بن پائے گی
پھینک کے جُبّہ و دستار کوئی بات کرے

خلوتِ شوق میں یوں گوش بر آواز ہوں میں
جیسے شائد ابھی دیوار کوئی بات کرے

آج کچھ حد سے زیادہ ہے پریشانئ دِل
مُجھ سے شائد مری سرکار کوئی بات کرے

پھر چراغاں ہو سیہ خانۂ دل میں اے کاش
پھر ترِا شعلۂ رخسار کوئی بات کرے

پھر مرے تارِ رگِ جاں میں پرو دے موتی
پھر مری چشمِ گہربار کوئی بات کرے

مجھ کو شائد نہ ملے اذنِ تکلّم محمودؔ
اب یہ گلدستۂ اشعار کوئی بات کرے

(ڈاکٹر محمود الحسن ایمن آبادی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشیر الدین احمد سامی لندن

برطانیہ میں — جلسہ یوم حضرت فضل عمر

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پیشگوئی دربارہ حضرت فضل عمر کی اہمیت عظمت اور اس پرشوکت نشان کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے اور "دین حق کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے"، ہر جماعت اپنے علاقوں میں قدرتِ ثانیہ کے موضوع پر جلسے کرتی چلی آ رہی ہے۔ لیکن امسال یعنی ۱۹۸۹ء کو اس جلسہ کا انعقاد ایسی تاریخوں میں ہو رہا تھا کہ احمدیت کی پہلی صدی کا آخر تھا۔ اس لحاظ سے یہ جلسہ پہلی صدی کا آخری جلسہ تھا۔ اس خصوصیت کو محسوس کرتے ہوئے جماعت احمدیہ برطانیہ نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور انور اس تقریب میں رونق افروز ہوں اور خطاب فرمادیں۔ حضور نے بخوشی اس عرضداشت کو قبول فرماتے ہوئے جماعت کے کارکنان کو ارشاد فرمایا چونکہ یہ جلسہ پہلی صدی کا آخری جلسہ ہے اس لئے جماعت احمدیہ برطانیہ اسے قومی سطح پر منائے۔ حضور انور کا ارشاد پاکر جماعت کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس تقریب کو قومی سطح پر پوری شان و شوکت کیساتھ منانے کے لئے فوری طور پر انتظامات کئے گئے۔ مکرم خواجہ رشید الدین صاحب قمر نے انتظامی معاملات کو سنبھالا اور مکرم شمیم احمد خان صاحب سیکرٹری تربیت یوکے کے سپرد تیاری پروگرام کی ذمہ داری لگائی گئی۔ چنانچہ مکرم شمیم صاحب نے مولینا عطاء المجیب صاحب راشد مربی انچارج انگلستان کی زیر نگرانی اور خاکسار (بشیر الدین احمد سامی نائب سیکرٹری) کی معاونت سے ایک پروگرام پیشگوئی کی مناسبت سے سبز رنگ میں شائع کیا۔

یہ عظیم الشان تقریب اسلام آباد (انگلستان) میں منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔ تاکہ پورے ملک برطانیہ سے جماعتیں اس میں شامل ہو سکیں۔ چنانچہ اسلام آباد میں حسب طریق جلسہ سالانہ دو وسیع مارکیز لگائی گئیں جسے مختلف جھنڈوں اور بینرز سے سجایا گیا۔ جلسہ یوم قدرتِ ثانیہ برطانیہ ۲۶ فروری ۱۹۸۹ء بروز اتوار منعقد ہوا۔ اسلام آباد میں برطانیہ کے دور دراز شہروں سے آنیوالی جماعتوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ پو پھٹتے ہی اسلام آباد کی فضا میں گہما گہمی نظر آنے لگی۔ خدام سلسلہ رات بھر اور دن چڑھے بھی جلسہ انتظامات میں مصروف تھے دس بجے صبح لندن سے اطفال الاحمدیہ کے قافلے آنے لگے۔ گیارہ بجے نیشنل قائد برطانیہ مکرم رفیق حیات صاحب نے اطفال کے لئے کھیلوں کا انتظام کیا۔ اس طرح بچوں نے ایک بجے تک مختلف کھیلوں میں حصہ لیا۔ بعد میں سب بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ دوپہر کے کھانے کے بعد ظہر اور عصر کی نمازیں حضور انور نے پڑھائیں۔ اس وقت تک کثرت سے احباب جماعت مع اہل وعیال اسلام آباد پہنچ چکے تھے۔

اجلاس کی کارروائی ۲ بجے بعد دوپہر شروع ہوئی۔ اجلاس کی صدارت یوکے کے امیر جماعت مکرم آفتاب احمد خان صاحب نے کی۔ اور خاکسار (بشیر الدین احمد سامی) بطور سیکرٹری معاون مقرر ہوا۔

مکرم لئیق احمد صاحب طاہر مربی سلسلہ نے تلاوت قرآن کریم فرمائی اور آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ مکرم محمد شریف اشرف صاحب نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پاکیزہ منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے جماعت سے خطاب کرتے ہوئے انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی خاص طور پر صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں جماعت کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی کہ جوبلی فنڈ کے وعدہ جات کو جلد سے جلد پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اس موقع پر دو ترکش احمدی نوجوانوں نے فوری طور پر اپنا حصہ نقدی کی صورت میں مکرم امیر صاحب کی خدمت میں پیش کردیا۔

مکرم امیر صاحب کی تقریر کے بعد مکرم ظفر محمود صاحب آف جلنگم نے سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پیشگوئی دربارہ ظہور قدرتِ ثانیہ کو من وعن پڑھ کر سنایا۔ اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ مکرم ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب نے اس کے نمایاں پہلوؤں کو اجاگر کیا اور بتایا کہ یہ پیشگوئی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے وجود میں کس شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوئی۔

ان دو تقاریر کے بعد مکرم مبارک احمد صاحب نون نے خوش الحانی سے نظم پڑھ کر سنائی۔

ان نظموں کے بعد مکرم عطاء المجیب صاحب راشد مربی انچارج انگلستان نے پیشگوئی کی رفعت اور شان و شوکت کے موضوع پر ایمان افروز خطاب فرمایا۔ پیشگوئی کی اہمیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے ذکر فرمایا کہ یہ ایسی پر عظمت پیشگوئی ہے جس کا ذکر پرانے صحیفوں میں ملتا ہے خود حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے الہامات میں بار بار آتا ہے۔ پھر یہ پیشگوئی انتہائی غیر معمولی اور نامساعد حالات میں اور ہزار ناممکنات اور خطرات میں سے گزرتے ہوتے بڑی شان و شوکت سے پوری ہوئی جس پر ایک عالم گواہ ہے۔ پھر اس پیشگوئی کے ثمرات اور نیک اثرات بھی اس کی عظمت کا ثبوت ہیں جو تاریخ احمدیت میں ایک جاری و ساری فیض کا رنگ رکھتے ہیں اور جن سے احمدیت کی نسلیں مستفید ہوتی رہیں گی۔

بعد ازاں مکرم عبد الواسع آدم چغتائی صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔

اب حضور انور کی آمد آمد تھی۔ چنانچہ وہ بابرکت گھڑی بھی آگئی۔ جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر۔ دین حق۔ احمدیت اور امام جماعت احمدیہ زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔

حضور کی آمد کے موقع پر پروگرام کے مطابق حضرت فضل عمر کی ریکارڈ شدہ تقریر کا ایک اقتباس سنایا گیا۔ جس کا موضوع تحریک جدید تھا۔ کثرت سے احباب جماعت ایسے تھے جن کے لئے یہ جانی پہچانی آواز تھی۔ نئی نسل میں سے بھی بہت سے نوجوان اور بچے وہاں موجود تھے جو اب تک صرف امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز سے ہی مانوس تھے۔ اس پرجوش، اور ولولہ سے بھرپور آواز کی دلکشی اس سکوت میں کئی آنکھوں کو نم کر گئی۔

حضور کا خطاب ۴ بجے شام شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ محض اتفاق نہیں ہے کہ پیشگوئی فضل عمر اسی سال میں پوری ہوئی جس سال میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ یعنی حضرت فضل عمر کی پیدائش جنوری میں اور جماعت کی بنیاد مارچ کے آخر میں رکھی گئی۔ یوں سال کے یہ ابتدائی تین ماہ غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔ اور ہر سال ان ابتدائی تین مہینوں کی عظمت اسی طرح قائم رہیگی۔

حضور نے فرمایا جب یہ پیشگوئی ۱۸۸۶ء میں کی گئی تو لیکھرام نے نہایت گندی زبان میں اس کی مخالفت کی جس کے نتیجہ میں وہ انجام کار خدا کے غضب کا شکار ہوا۔ بعینہٖ اس زمانہ کا لیکھرام بھی خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا شکار ہوا۔ لیکھرام کی بدزبانی کی سزا خدا تعالیٰ بہت پہلے بھی دے سکتا تھا۔ لیکن اس کی موت کی پیشگوئی چھ سال کے عرصہ میں کرنے کی ایک حکمت یہ تھی کہ پیشگوئی حضرت فضل عمر کے بعد تین سال کے اندر آپ کی ولادت مقدر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس عرصہ میں غیر معمولی صفات کے حامل فرزند کو پیدا فرما دیا جنہیں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف لمبی زندگی عطا فرمائی بلکہ آپ کی امامت کا دور بھی ۵۲ سال تک پھیلا کر ثابت فرما دیا کہ خدا تعالیٰ کا کلام سچا تھا۔ اور لیکھرام جھوٹا تھا۔

کم و بیش سو سال کے بعد پھر ایک لیکھرام جماعت کے مقابل پر آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ وہ احمدیت کا روئے زمین سے صفایا کر دے گا۔ لیکن احمدیت اس کے سامنے مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئی۔ اور خدا تعالیٰ کی قہری تجلی نے اس لیکھرام کو بھی فنا کر دیا۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ دشمن کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے۔ اور آج جماعت احمدیہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قدر مضبوط ہو چکی ہے کہ اگر ساری دنیا بھی چاہے تو بھی اس کی آواز کو دبا نہیں سکتی۔

حضور نے فرمایا کہ معلوم نہیں کہ احمدی

کا خمیر کس چیز سے بنایا گیا ہے!

حضرت فضل عمر کی آواز پر حسن خلوص سے احمدی نے لبیک کہا وہی احمدی آج بھی اس سے بڑھ کر میری آواز پر لبیک کہہ رہا ہے - یہ سب کچھ پیش خیمہ ہے کہ آئندہ صدی میں احمدیت کو عظیم الشان فتوحات ملنے والی ہیں۔ اور اشاعت دین حق کا جذبہ احمدیوں کے دلوں سے کوئی سرد نہیں کر سکتا۔ یہی وہ عہد تھا جو ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو جماعت نے بیعت کے ساتھ کیا تھا کہ ہم دین حق کی خاطر ہر چیز قربان کر دیں گے۔

اس ضمن میں حضور نے سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک رفیق کا ذکر فرمایا کہ لیکچر سیالکوٹ کے بعد بعض شر پسندوں نے انہیں پکڑ کر مارا۔ انہیں جتنی مار پڑتی وہ مسکراتے اور خدا تعالیٰ کا شکر بجا لاتے۔ اس پر مخالفین تاؤ میں آکر مزید مارتے اور ان کے منہ میں زبردستی گوبر ڈالتے۔ اس پر وہ پھر کھلکھلا کر ہنسنے اور کہنے لگے۔ بار بار اپنا نام لیکر کہتے کہ اے شخص تو کس قدر خوش نصیب ہے کہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بیعت کی وجہ سے تجھے یہ سعادت نصیب ہوئی ہے۔

آخر میں حضور نے فرمایا کہ حضرت فضل عمر کی برکتیں پیشگوئی قدرت ثانیہ کے ساتھ مقدر ہیں۔ یہ مت خیال کریں کہ یہ برکتیں ختم ہو گئیں۔ خدا تعالےٰ کے خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ آپ اپنے اندر عمدہ تبدیلی پیدا کریں پھر دیکھیں کہ وہ برکتیں کبھی ختم نہ ہوں گی پیشگوئی قدرت ثانیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں۔ اپنی اصلاح کریں۔ اگر آپ ایسا کر رہے ہیں تو آج پھر آپ قدرت ثانیہ کے دور میں رہ رہے ہیں بلکہ آپ کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا زمانہ میسر ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جی رہے ہیں۔ اصل چیز کمیت نہیں بلکہ کیفیت ہے اور زمانہ اپنی ذات میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

حضور نے فرمایا کہ نئی صدی آپ کے لئے عظیم الشان ذمہ داریوں کا پیغام لا رہی ہے۔ آپ اپنی آئندہ نسل کی ایسی تربیت کریں کہ دنیا ان کے حملوں کی تاب نہ لا سکے۔ اور ساری دنیا میں ایک روحانی انقلاب برپا ہو جائے۔

حضور نے فرمایا کہ جب دنیا کے دور دراز علاقوں سے مجھے اطلاعات ملتی ہیں کہ ساری جماعت میری آواز پر حتی المقدور تربیتی امور پر عمل کرنے کی کوشش کر رہی ہے تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ جماعت مٹنے کے لئے پیدا نہیں ہوئی۔

حضور نے اس ۴۵ منٹ کے ایمان افروز خطاب کے بعد اجتماعی دعا کروائی اور یہ تاریخی اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ کم و بیش تین ہزار احباب جماعت نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ جلسہ کے بعد چائے اور مٹھائی پیش کی گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

انگریزی مشاعرہ

ہم خود تو وہاں موجود نہیں تھے لیکن ارشد علی خان (ڈان) اس مشاعرے میں موجود تھے۔ جس میں انگریزی زبان کی نظمیں پڑھی گئیں اور جو برٹش کونسل کراچی نے ۱۵ اگست ۱۹۸۹ء کو شام کے سات بجے منعقد کیا تھا۔ برٹش کونسل کے ڈاکٹر رابرٹ ٹنل اسسٹنٹ ریجنل ڈائریکٹر ہیں اور انہیں کے اہتمام میں یہ مشاعرہ منعقد ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے مشاعرے کی رسم بہت پسند آئی میں نے کسی فلم میں جس میں لکھنؤ کا کلچر دکھایا گیا تھا مشاعرہ دیکھا تھا۔ اس مشاعرے میں تو لوگ زمین پر سفید چادریں بچھا کر (جنہیں چاندنی کہا جا سکتا ہے) بیٹھے تھے۔ اور اسے فرشی نشست کہتے ہیں۔ لیکن اس انگریزی کے مشاعرے میں ایسا نہ کیا جا سکا اور ایک اور بات بھی اردو کے مشاعرے سے جو بہت حد تک مختلف ہوئی وہ یہ تھی کہ اردو کے مشاعرے میں تو ہر نظم پڑھنے والا اپنے اشعار پیش کرتا ہے۔ لیکن اس مشاعرے میں پڑھنے والوں نے یا یوں کہہ لیجیئے کہ اکثر پڑھنے والوں نے دوسروں کی اچھی اچھی نظمیں پڑھیں۔ خیر اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ صرف اچھی ہی نظمیں پڑھی گئیں۔ اردو مشاعرے میں تو عام طور پر اگر وہ وسیع پیمانے پر کیا گیا ہو تو پہلے نو آموز اور معمولی معمولی شاعر پڑھتے ہیں۔ اور ایک لمبے وقت تک یہی بات جاری رہتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض لوگ مشاعرہ چھوڑ کر چلے جانے کی تیاری کرتے ہیں تو اعلان کیا جاتا ہے کہ ابھی آپ فلاں شاعر کو جو دوسروں سے زیادہ بہتر اور مشہور ہیں سنیں گے یہاں بھی بعض انگریزی زبان کے پاکستانی شاعروں نے اپنی اپنی نظمیں تو سنائیں اور وہ مختلف موضوعات پر تھیں اور کہا جا سکتا ہے کہ وہ نظمیں تھیں بھی اچھی اچھی۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ جو دوسرے بڑے بڑے شعراء کی نظمیں سنائی گئیں ان سے تو سننے والوں کو مزا ہی آگیا۔ یہ انگریزی زبان کا کراچی میں، یا یوں کہہ لیجیئے کہ پاکستان میں پہلا مشاعرہ تھا۔ اور منعقد بھی بہت اچھی طرح ہو گیا۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ برٹش کونسل ہی ایسے مزید مشاعرے منعقد کروائے گی۔ اور دوسرے علم دوست جو انگریزی زبان میں شعر کہتے ہیں وہ بھی کبھی نہ کبھی ایسے مشاعروں کا اہتمام کریں گے اپنی اپنی نظمیں بھی سنائی جائیں اور انگریزی کے بڑے بڑے شاعروں کی مشہور اور دلچسپ نظمیں بھی۔ تو آپ دیکھیں گے کہ یہ مشاعرے شائد اردو کے مشاعروں سے بھی زیادہ دلچسپ ہوں۔ دلچسپ ہم نے اس لئے بھی کہا کہ اردو کے مشاعروں میں جو داد دی جاتی ہے وہ اکثر ایسے لوگوں کی طرف سے ملتی ہے جو یا تو ان پڑھ ہوتے ہیں یا بہت کم درجے کا ذوق رکھنے والے۔ یہ داد آہستہ آہستہ ہوٹنگ میں بھی بدل جاتی ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ فلاں شاعر آیا اور اسے ایک شعر بھی نہیں پڑھنے دیا گیا۔ یا فلاں شاعر آیا تو وہ اپنا سا منہ لے کر واپس چلا گیا۔ گویا اچھے سے اچھا شاعر کم سے کم ذوق رکھنے والے کے ہاتھوں رسوا ہو جاتا ہے۔ سوائے چند لوگوں کے جو بہت اچھا کہنے والے ہوں کسی نہ کسی وجہ سے انکی بہت عزت کی جاتی ہو۔ یا پھر وہ مزاحیہ اشعار کہتے ہوں۔ چھوٹی نشستوں کی بالکل اور بات ہے۔ ۱۵، ۲۰ شاعر یا ان میں سے بعض غیر شاعر بیٹھ کر ایک نشست کر لیں تو اس کی کیفیت ہی اور ہوتی ہے۔

خبروں کا پس منظر

ایران کی حکومت اس بات کی خواہش مند ہے کہ پاکستان کے ساتھ اپنی تجارت کو بھی وسعت دے اور ٹیکنیکل امداد باہمی میں بھی قدم آگے بڑھائے۔ اسی طرح کسانوں کا ایک دوسرے کے ملک میں دوروں کی صورت میں پروگرام مرتب کرے۔ ایران کے باشندے یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان سے وہ سائٹرس یعنی سنگترے وغیرہ کی قسم کے پھل اور آلو اور چاول درآمد کریں۔ لیکن چونکہ اس وقت ایران کی معیشت مستحکم نہیں ہے اس لئے وہ زیادہ خریداری نہیں کر سکتا۔ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ اس وقت ایران اپنے پہلے کوٹے سے بہت کم تیل نکال رہا ہے تاکہ آئندہ نسلوں کے لئے خاص مقدار محفوظ رکھی جا سکے اور اس لئے بھی کہ وہ خورد نوش کی اجناس میں خود کفیل ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔

گذشتہ دنوں ملیشیا کے فوجی دفاع کالج کی ٹیم نے پاکستان کا ایک دن کا دورہ کیا۔ اس وفد کے سربراہ بریگیڈیئر جنرل داتو حاجی محمد علی بن ڈولا تھے۔ وفد نے تاریخی مقامات دیکھے جن میں بادشاہی مسجد، شاہی قلعہ عجائب گھر اور شالا مار باغ شامل ہیں۔ وفد کے جملہ افراد نے پاکستان کے ان تاریخی مقامات میں خاصی دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔

بلوچستان کی حکومت نے زاہد ملک کی کتاب عبد القدیر خان اور اسلامی بم پر سے پابندی اٹھالی ہے۔

نواب زادہ اکبر خان بگٹی وزیر اعلیٰ بلوچستان سے اس کتاب پر سے پابندی اٹھانے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ اسلام آباد سے جاری ہونے والے ایک نوٹ کے مطابق پابندی لگائی گئی تھی۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ صوبے میں کسی کتاب پر پابندی نہیں لگنی چاہیئے۔ لوگ جو چاہیں لکھیں جو چاہیں پڑھیں۔

بیجنگ میں دس مجرموں کو چنگ ڈو جو

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر رشید محمد راشد
آئی سپیشلسٹ فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ

سفید موتیا علامات اور علاج
CATARACT

تعریفِ مرض:

اِس مرض میں آنکھ کا موتی یعنی (LENS) دھندلا ہوجاتا ہے۔ جس کی وجہ سے نظر آنا کم ہوجاتا ہے۔

اسبابِ مرض:

کمزوری و ضعیفی۔
موروثی بیماریاں۔ بیرونی چوٹ۔ بجلی کا صدمہ۔ ذیابیطس۔ آنکھ کی اندرونی پردوں کی سوزش۔ دوائیوں کے زہریلے اثرات مثلاً STEROIDS کا بے جا استعمال۔

مرض کا کورس اور علامات:

عمومی طور پر یہ مرض بوڑھے لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ اور تقریباً ۷۰٪ بوڑھے اس مرض کا شکار ہوتے ہیں۔ شروع میں اس مرض کا آغاز آنکھ کے موتی یعنی LENS میں ہلکے سے دھندلے پن سے شروع ہوتا ہے جس سے معمولی سی کمزوری نظر واقع ہوتی ہے۔ پھر کمزوری نظر بڑھتی جاتی ہے۔ اکثر اوقات ایک کی بجائے دو، یا تین چیزیں نظر آتی ہیں۔ مثلاً رات کو چاند ایک کی بجائے دو یا تین چاند نظر آئیں گے۔

پھر آہستہ آہستہ یہ مرض بڑھتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ آنکھ کا موتی مکمل طور پر دھندلا ہوجاتا ہے۔ اور پھر مریض صرف روشنی کی ہی پہچان کرسکتا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔

مرض کے آغاز یعنی معمولی کمزوری نظر سے لے کر مکمل نظر بند ہونے تک تقریباً ۲ سال سے لے کر ۱۰ سال تک کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ مختلف افراد میں اس مرض کا کورس مختلف ہوتا ہے۔
عمومی طور پر یہ مرض پہلے ایک آنکھ میں پیدا ہوتا ہے اور پھر دوسری آنکھ میں اور بعض اوقات دونوں آنکھوں میں اس کا کورس تقریباً ایک جیسا ہوتا ہے۔

- جب ایک دفعہ آنکھ کا موتی LENS دھندلا ہونا شروع ہوجائے یعنی موتیا بند اترنا شروع ہوجائے تو اس وقت دنیا کی کوئی دوائی، ہومیوپیتھک ایلوپیتھک اور یونانی وغیرہ اس مرض سے بچا نہیں سکتی بلکہ یہ موتیا بند مکمل طور پر اتر کر ہی رہتا ہے۔ یعنی کہ نظر مکمل طور پر بند ہوجاتی ہے۔ خواہ اس کا کورس دس سال میں ہی مکمل کیوں نہ ہو۔ اور اس قسم کے سب دعوے غلط ہیں کہ موتیا بند یعنی سفید موتیا کا علاج فلاں ہومیوپیتھک ادویہ یا پھر سُرمہ کے استعمال سے ممکن ہے۔

جب یہ مرض بچوں، جوانی کی عمر اور ادھیڑ عمر کے افراد میں پایا جائے تو یہ مرض یا تو موروثی ہوتا ہے یا پھر کسی خاص بیماری مثلاً ذیابیطس آنکھ کے اندرونی پردوں کی سوزش یا بیرونی چوٹ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ان صورتوں میں اس مرض کا کورس یعنی معمولی کمزوری نظر سے لے کر مکمل نظر بند ہونے تک بہت جلد مکمل ہوتا ہے۔ مثلاً یہ مرض چند ہفتوں سے لے کر چند مہینوں تک اپنا کورس مکمل کرلیتا ہے۔

موتیا بند کا علاج:

- معمولی کمزوری نظر سے لے کر مکمل نظر بند ہونے تک (یعنی کہ موتیا بند کے آغاز سے لے کر موتیا بند کے مکمل اترنے تک) کم از کم ہر چھ ماہ بعد آئی سپیشلسٹ ڈاکٹروں کو دکھاتے رہنا چاہیئے۔ اور ڈاکٹری نسخہ کے مطابق مناسب عینک کا استعمال کرتے رہنا چاہیئے۔ جو کہ بہت حد تک فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اگر یہ کسی خاص مرض مثلاً ذیابیطس (DIABETES) کی وجہ سے ہو تو اصل مرض کا علاج ساتھ ساتھ کرواتے رہنا چاہیئے۔

- ہمارے ملک میں جب موتیا بند مکمل طور پر اتر آتا ہے یعنی کہ جب موتیا بند پک جاتا ہے تو اس کا علاج بذریعہ آپریشن ہی کیا جاتا ہے۔
عمومی طور پر آپریشن کے ذریعہ سفید موتیا یعنی کہ LENS کو نکال دیا جاتا ہے۔ اور زخم مندمل ہونے پر تقریباً ایک ماہ بعد مناسب عینک کا استعمال کرایا جاتا ہے۔

- لیکن آجکل کے جدید دور میں اگر صرف ایک آنکھ کے موتیا بند کا آپریشن ہی مقصود ہو اور دوسری آنکھ میں موتیا بند ابھی بہت معمولی ہو یا پھر نہ اترا ہو تو موتیا بند والی آنکھ میں آپریشن کے ذریعہ سفید موتیا نکال کر اس کی جگہ پلاسٹک کا لینز یعنی I.O.L ڈال دیا جاتا ہے۔ اور مریض کی آنکھ پہلے کی طرح تقریباً نارمل ہو جاتی ہے۔ اور مریض کو عینک کی زحمت سے بھی نجات مل جاتی ہے۔ لیکن یہ علاج فی الحال پاکستان میں بہت مہنگا ہے۔ اور ہر شخص اس علاج کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس پر تقریباً ۸ ہزار سے ۱۰ ہزار روپے تک اخراجات آتے ہیں۔ پاکستان میں یہ علاج ابھی اپنے ابتدائی مراحل میں ہی ہے۔

بچوں، جوانی کی عمر اور ادھیڑ عمر کے افراد میں بھی اگر صرف ایک آنکھ کا ہی موتیا بند کا آپریشن مقصود ہو تو آپریشن کے ذریعہ پلاسٹک کا لینز (LENS) یعنی I.O.L ہی آنکھ کے اندر فِٹ کردیا جاتا ہے۔

- تکنیکی لحاظ سے اگر سفید موتیا کا آپریشن ٹھیک کیا جائے تو عمومی طور پر عینک لگانے کے بعد اس کا ۱۰۰٪ رزلٹ حاصل ہوتا ہے۔ اور مریض کی پہلے کی طرح نظر مکمل طور پر بحال ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ آنکھ کے حساس پردہ یعنی RETINA اور سامنے والا پردہ یعنی قرنیہ (CORNEA) بالکل ٹھیک حالت میں ہوں۔ اور ان دونوں میں کوئی خرابی نہ ہو۔

- جب سفید موتیا پک جائے یا پھر جب نظر آنا مکمل طور پر بند ہوجائے تو فوراً آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیئے۔ اور اگر آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر آپریشن تجویز کرے تو جلد از جلد آپریشن کرانا چاہیئے۔
آپریشن جلدی نہ کرانے کی صورت میں سفید موتیا پک کر بعض دفعہ پھول جاتا ہے۔ اور ساتھ کالا موتیا بھی ہو جاتا ہے۔ اور پھر مریض کی آنکھ میں سخت درد شروع ہوجاتا ہے۔
اگر پھر بھی آپریشن کی طرف توجہ نہ کی جائے جس طرح کہ عموماً اَن پڑھ لوگوں میں ہوتا ہے تو پھر چند ہفتوں میں وہ آنکھ ضائع ہوجاتی ہے۔ اور مریض اس آنکھ سے مکمل طور پر اندھا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد آپریشن کے ذریعہ بھی اس آنکھ کی بینائی واپس نہیں آسکتی کیونکہ آنکھ کا عصبی نظام یعنی کہ OPTIC - NERVE ' DEAD ہوجاتا ہے۔

- عمومی طور پر لوگ مختلف موسموں یا مہینوں مثلاً مارچ۔ اپریل اور ستمبر۔ اکتوبر وغیرہ کو آنکھ کے آپریشن کے لئے موزوں مہینے تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ ہر موسم اور ہر ماہ میں آنکھوں کے آپریشن ہوتے ہیں۔ اور آجکل کے جدید دور میں ہسپتالوں میں بجلی کے ذریعہ ہر وقت ہی موسم نہائت موزوں رہتا ہے۔ لہٰذا آنکھ کے آپریشن کرانے میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ اور فوراً آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر کے مشورہ پر عمل کرنا چاہیئے۔
نیز جو احباب آپریشن کے معمولی اخراجات یعنی کہ چند سَو روپے برداشت کرسکتے ہوں ان کو فری آئی کیمپوں میں آپریشن کرانے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہاں آپریشن نہائت غیر معیاری ہوتے ہیں۔ اور تقریباً ایک چوتھائی ۱/۴ لوگوں کی بینائی ضائع ہو جاتی ہے۔ اور وہ لوگ مُفت آپریشن کرانے کے چکر میں اندھے پن کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اور پھر باقی عمر اس بینائی کو ترسنے میں گزار دیتے ہیں۔
لہٰذا ہمیشہ ہی آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر سے آپریشن کروانے کو ترجیح دینی چاہیئے۔

بقیہ خبروں کا پس منظر

کہ چین کے جنوب مغرب میں واقع ہے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ان پر قتل، چوری اور زنا بالجبر کے الزام تھے۔ عدالت نے ان دس افراد کو ۱۱۔ اور ۱۲۔ اگست کو چنگ ڈو جو سچوان (SICHUAN) صوبے کا دارالحکومت ہے۔ میں سزا سنائی تھی۔

صاحبزادہ یعقوب خان وزیر خارجہ نے گذشتہ جمعرات کے روز علی اکبر ولائتی ایران کے وزیر خارجہ سے افغانستان کے بارے میں بات چیت کی۔ دونوں وزرائے خارجہ نے اس بات کی اہمیت کا اظہار کیا کہ ایران اور پاکستان کی آپس میں گفتگو جاری رہنی چاہیئے تاکہ کابل میں اسلامی حکومت قائم کی جاسکے

> وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچ کر ملتی ہے وہ ایک لعلِ تاباں ہے۔
> (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

مولانا محمد منور صاحب

محترم مولوی غلام محمد صاحب کاشمیری

میری بیٹی کے خسر جناب مولوی غلام محمد صاحب بٹ چند ماہ صاحب فراش رہنے کے بعد دس اگست ۱۹۸۹ء کو انتقال فرما گئے۔ ان کی عمر نوّے سال کے قریب تھی۔ موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات ہمیشہ بلند فرماتا رہے اور ان کی نیکیاں ان کی ساری نسلوں میں جاری و ساری فرما کر ان کو دوام عطا فرمائے۔

حضرت مولوی صاحب عالم گڑھ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ بچپن ہی سے نیک اور بزرگ لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست تھی۔ تصوف اور درویشی کی طرف رجحان تھا۔ کچھ عرصہ سنیاسیوں سے بھی استفادہ کیا۔ جڑی بوٹیوں کے خواص سے خوب متعارف تھے علاج معالجہ میں صرف دیسی ادویہ کے استعمال پر زور دیتے اور گھر میں بھی انہی کا استعمال رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو احمدیت میں داخل ہونے کی ۱۹۳۴ء میں توفیق عطا فرمائی۔ جب کہ سارے پنجاب میں جماعت کی مخالفت زوروں پر تھی۔ قبول احمدیت کے بعد ایسی بے مثال فدائیت سے دن گزارے کہ ہمیشہ وابستگی اور خلوص میں ترقی ہی کرتے گئے اور کوئی دنیوی روک ان کے پائے استقلال کو متزلزل نہ کر سکی۔

احمدیت سے وابستگی سے پہلے شیعہ خیالات سے متاثر تھے۔ بیعت کے بعد شدید مخالفت کے باوجود دعوۃ الی اللہ میں مصروف رہتے۔ اور نہایت مؤثر انداز میں حق کی اشاعت جاری رکھتے۔ ان کے گاؤں ہی میں ان کے ایک دوست خان محمد صاحب رہتے تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ احمدیت سے منسلک ہو گئے ہیں تو انہوں نے حضرت مولوی صاحب کو اپنے ساتھ حقہ پینے سے منع کر دیا۔ کیونکہ ان کے استعمال سے ان کا حقہ (بقول ان کے) ناپاک ہو جاتا تھا۔ حضرت مولوی صاحب نے حقّہ پینا قطعی طور پر ترک کر دیا اور اپنے دوست خان محمد صاحب کے دل کو حق کیلئے جیت لیا۔ بعد میں میاں خان محمد صاحب قادیان میں معلم اور درویش بن کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کرتے رہے۔ کچھ سالوں کے بعد وہ ربوہ آ گئے اور وکالت تعلیم میں مددگار کارکن کے طور پر کام کرتے رہے۔ چند سال پہلے ان کی وفات ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو مخلص احمدی بنائے

حضرت مولوی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بیٹوں اور بیٹیوں سے نوازا۔ بچوں کی تعلیم کا شوق پہلے انہیں قادیان لے گیا اور پھر ربوہ لے آیا۔ بیٹوں کو دینی تعلیم دلانے کا اس قدر بے پناہ جذبہ تھا کہ تینوں بیٹوں کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل کرا دیا۔ بڑے بیٹے ریاض احمد صاحب کو خانگی مجبوریوں کی وجہ سے جلد ہی ملازمت اختیار کرنا پڑی۔ ان سے چھوٹے مولوی عبدالرزاق صاحب نے جامعہ احمدیہ پاس کر لیا۔ ان سے میری بیٹی عزیزہ امۃ النور کا رشتہ ہوا۔ انہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی سال تک مربی کے طور پر غانا میں کام کرنے کا موقع ملا۔ بعد میں وہاں کے مشنری ٹریننگ کالج کے پرنسپل بھی رہے اور آج کل ربوہ میں ہیں۔ چھوٹے بیٹے محمود احمد صاحب نے قرآن مجید حفظ کیا اور جامعہ احمدیہ میں کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی لیکن کھیلوں اور پہلوانی کے شوق میں تعلیم کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے۔

بیٹے تو سب کے سب دینی خدمت میں نہ لگ سکے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مولوی صاحب کے جذبہ کو اس رنگ میں نوازا کہ ان کے دو نواسوں کو اپنی زندگیاں وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ بڑے نواسے نے قرآن مجید حفظ کر کے جامعہ احمدیہ پاس کر لیا ہے اور اب مربی کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ چھوٹے نواسے نے اب درجہ رابعہ میں داخلہ لیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے دینی و جماعتی خدمات میں پیش پیش رہتے ہیں

دنیوی باتوں میں حضرت مولوی صاحب کو کوئی دلچسپی نہیں تھی فارغ اوقات میں قرآن مجید باترجمہ کی تلاوت کرتے رہتے۔ اگر کبھی میں ان کے ہاں جاتا تو تلاوت پوری کر کے تلاوت کردہ آیات میں سے کسی آیت کے بارہ میں استفسار فرماتے اور احمدی نقطہ نگاہ بڑے شوق اور انہماک سے سنتے۔ یوں بھی ملاقات ہوتی تو کوئی نہ کوئی دینی مسئلہ چھیڑ دیتے اور کافی دیر تک اس کے متعلق تبادلہ خیالات فرماتے۔

نماز باجماعت کا گویا انہیں جنون تھا۔ جب تک صحت ٹھیک رہی۔ محلہ دارالنصر سے پیدل چل کر بیت اقصیٰ میں جا کر نماز جمعہ ادا فرماتے۔ اور عصر کی نماز تک وہیں ذکر الٰہی اور نوافل میں مشغول رہتے۔ جب کمر خمیدہ ہو گئی اور چلنا دشوار ہو گیا۔ تب بھی راستہ میں تین چار بار سانس لے کر بیت اقصیٰ جا پہنچتے۔ کبھی ان کے چھوٹے نواسے عزیز فضل الرحمن خان صاحب ان کو سائیکل پر بٹھا کر لے جاتے اور عصر کی نماز کے بعد واپس لے آتے۔ عزیز موصوف کو حضرت مولوی صاحب کی اس رنگ میں خدمت کر کے ان کی ڈھیروں دعائیں لینے کی توفیق ملی ہے۔

عالم گڑھ میں سکنی مکان اور زرعی زمین فروخت کر کے ربوہ میں مکان بنانے کی سعادت میاں بیوی کو حاصل ہوئی۔ وصیت بھی آٹھویں حصہ کی تھی۔ حسب توفیق چندہ جات ادا فرماتے رہتے۔ بیوی کی بھی وصیت کروائی۔ اور بچوں کے تعلیمی اخراجات برداشت کئے۔ مہمان نوازی ان کی طبیعت کا جزو لاینفک تھا۔ ملنے والا کوئی بھی ہو اور کسی بھی وقت آئے اسے کھائے بغیر جانے نہیں دیتے تھے اور اس کی خدمت کر کے دلی راحت محسوس فرماتے تھے۔

ان کی اہلیہ محترمہ بیان فرماتی ہیں کہ جب میری ان سے شادی ہوئی تو میں بالکل الھڑ لڑکی تھی۔ کھانا پکانا۔ سینا پرونا کچھ نہیں آتا تھا۔ حضرت مولوی صاحب نے بڑی شفقت اور محبت سے سب کچھ سکھایا اور کبھی کسی قسم کا طعنہ نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خدا ترسی کو خوب نوازا۔ چار بیٹیاں اور تین بیٹے دیئے۔ سب کے سب شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ نواسوں اور نواسیوں کی بھی اولاد ہے۔ اور سب اپنے اپنے گھروں میں خوش و خرم ہیں۔

بیماری کے ایام میں حضرت مولوی صاحب اپنے غانا والے بیٹے کو بہت یاد فرماتے تھے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت امام جماعت کے دورہ مغربی افریقہ کے وقت عزیزم عبدالرزاق صاحب بہت بیمار ہو گئے۔ جب حضور غانا تشریف لے گئے۔ تو ان کی بیماری کے پیش نظر انہیں پاکستان آنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ پہلے لنڈن میں رہ کر اپنا علاج کروائیں اور پھر وطن واپس جائیں۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ جب عزیز نے اپنا علاج لنڈن میں شروع کرایا تو گھر سے انہیں والد ماجد کی شدید بیماری اور اداسی کا پیغام پہنچ گیا۔ اکیس جون کو ان کا متخصص ڈاکٹر سے انٹرویو تھا۔ لیکن اسی روز انہیں اپنی ملاقات منسوخ کر کے وطن واپس آنا پڑا۔ یہاں آ کر عزیز نے دن رات بیمار باپ کی تیمارداری کی سعادت حاصل کی۔ گھر میں بھی اور ہسپتال میں بھی اکثر وقت ان کی خدمت میں حاضر رہے اور پاؤں دبا دبا کر ان کی تیر بہدف دعائیں حاصل کیں

عزیزم مولوی عبدالرزاق بٹ صاحب نے بیان کیا کہ بعض دفعہ مصائب بھی در پردہ انعام کا روپ اختیار کر لیتے ہیں۔ اگر میں بیمار نہ ہوتا تو مجھے یہاں آ کر والد محترم کی زیارت اور خدمت کی کہاں توفیق مل سکتی تھی۔ اپنی بیماری کا علاج تو نہ ہوا لیکن قبلہ والد صاحب کی خدمت کی سعادت نصیب ہو گئی۔ زندگی میں یہ موقعہ پھر کہاں ملتا؟

حضرت مولوی صاحب کی اہلیہ محترمہ پر چند سال پہلے فالج کا حملہ ہوا تھا۔ فوری علاج اور توجہ سے اللہ تعالیٰ نے مرض کی شدت سے بچا لیا۔ لیکن ابھی تک آسانی سے چل پھر نہیں سکتی ہیں۔ قارئین حضرات سے ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ باوجود اولاد اور اولاد در اولاد سامنے ہونے کے وہ حضرت مولوی صاحب کی غیر حاضری کو بہت محسوس کرتی ہیں۔ لمبے عرصہ کی رفاقت اور احسانات یاد آ آ کر دل کو بے چین کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دل کو سکون بخشے اور حضرت مولوی صاحب کے درجات بلند فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

اَور دِنوں کی روشنی

پروفیسر شمس الحق شیدائی نے آج تک کے بنگال کی تینوں حیثیتوں میں وہاں زندگی بسر کی ہے جب وہاں کے علاقے کو بنگال کہتے تھے اس وقت بھی وہ وہاں موجود تھے اور جب اسے مشرقی پاکستان کا نام دیا گیا۔ تو اسوقت بھی وہ وہاں موجود تھے اور پھر جب اسے بنگلہ دیش کہنے لگے تو اسوقت بھی وہ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے

"THE LIGHT OF OTHER DAYS"

"اور دنوں کی روشنی" اور اس کا تحتی عنوان ہے "ایک استاد کی کہانی"۔ وہ ایک ریٹائرڈ پروفیسر ہیں اور انہوں نے اپنی زندگی کے حالات و واقعات کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اسے پڑھتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے (اور یہی مصنف کی خواہش تھی) کہ پڑھنے والا ان کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ انداز شاعرانہ اور فلسفیانہ ہے اور زورِ بیان متاثر کرنے والا۔ وہ چونکہ تدریس کے پیشے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے جہاں جہاں تعلیم یا تربیت حاصل کی [illegible] وہاں کے حالات مزاح کے رنگ میں اور ایسی یادداشتوں کی صورت میں جو کبھی ذہن سے اس لئے محو نہیں ہوتیں کہ ان میں سے بے تکلفی کی چاشنی ہوتی ہے تحریر کئے ہیں انہوں نے فارسی زبان میں کلکتہ یونیورسٹی سے ایم۔ اے ۱۹۳۷ء میں کیا۔ اور پھر ایک صوبے کے گورنمنٹ کالج میں پڑھاتے رہے۔ جب وہ طالب علم تھے تو مولانا ابوالکلام آزاد سے بہت متاثر تھے چنانچہ انہوں نے ان کے ساتھ اپنے تعلقات کے سلسلے میں تین باب تحریر کئے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے مجھ پر اپنے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ پی ایچ ڈی۔ کرنے کیلئے ۱۹۵۵ میں وہ ایڈنبرا یونیورسٹی میں داخل ہو گئے جہاں انہوں نے دو سال قیام کیا۔ ان دو سالوں میں انہوں نے یوروپی زندگی کا خوب خوب مطالعہ کیا۔ اس کا حاصل مطالعہ انہوں نے اپنی اس کتاب میں پیش کیا ہے جس میں خاص طور پر ایڈنبرا میں ایک استاد کی زندگی کے متعلق لکھا ہے۔ بعد میں ان کی فیملی کے افراد بھی وہیں ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ کتاب میں انہوں نے اپنی میٹرک پاس کم عمر دلہن کا ذکر کیا ہے جو تعلیم کے راستے پر انتہائی سرگرمی سے چلتی رہی بیوی اور ماں بننے کے باوجود ملیحہ شیدائی نے ڈگریاں حاصل کرنا شروع کر دیں۔ اسی طرح تدریس کے پیشے کے ساتھ بھی منسلک رہیں۔ ایک وقت میں وہ حکومت کی گزیٹڈ آفیسر بھی رہیں جہاں انہوں نے بطور انسپکٹرس آف سکولز کام کیا۔ اور انہیں اس میں اتنی کامیابی حاصل ہوئی کہ ان کے خاوند نے بھی اتنے عرصے میں یہ کامیابی حاصل نہ کی تھی۔ ایڈنبرا سے واپس اپنے ملک وہ بذریعہ کار آئے اور اس سفر کو بھی انہوں نے نہایت دلچسپ رنگ میں پیش کیا ہے۔ یہ ان کا ایک سفرنامہ ہے اور اس کا نام انہوں نے "کار کے دروازے میں سے" رکھا چونکہ ان کا بیٹا ہمالیوں دارجلنگ کے ایک سکول میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ وہ اپنی چھٹیاں وہیں گزارتے جس شخص نے بھی دارجلنگ ہمالیہ ریلوے سفر اختیار کیا ہے وہ اس سفر کی نہایت خوبصورت یادگاریں اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے۔

ایڈنبرا کے باب میں سب سے زیادہ دلچسپ واقعات امتحانی ہال سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جس دن میں یونیورسٹی میں داخل ہوا مجھے معلوم تھا کہ یونیورسٹی کب کھلے گی اور کب بند ہو گی۔ اور وہاں ہونے والے سالانہ امتحانات کے متعلق بھی اور کب اس کے نتائج بتائے جائیں گے۔ یہ سب باتیں یونیورسٹی کی کیٹلاگ میں شامل ہیں۔ اور یہ جب سے یونیورسٹی شروع ہوئی ہے اسی طرح چلی آتی ہیں۔ امتحانی کمرے کے دروازے نو بجنے میں پانچ منٹ پر کھلتے تھے۔ ۱۵۰ لڑکے اندر داخل ہوتے۔ اپنی اپنی نشست پر بیٹھتے اور یہ نشستیں وہ خود ہی اپنے لئے چنتے تھے۔ سیٹوں پر نمبر نہیں لکھے ہوتے تھے۔ ہر ڈیسک پر خالی کاغذ جن پر جوابات لکھنے ہوتے تھے پڑے ہوتے تھے اور سوالات کا پرچہ بھی۔ کوئی شخص بھی انکو ۹ بجے سے پہلے ہاتھ تک نہ لگاتا تھا۔ زائد چیزیں حاصل کرنے کے لئے ایک پلیٹ فارم پر رکھ دی جاتی تھیں جہاں سے لڑکے خود ہی اٹھا کر لے آتے تھے۔ کمرہ امتحان میں کوئی نگران نہیں ہوتے تھے کیونکہ ان کے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ طالب علم جو امتحان دے رہے ہیں۔ ان پر شک و شبہ کیا جا رہا ہے۔ اگر وہ پرچے کو پسند نہ کرتے تو وہ اٹھ کر چلے جاتے اور اگلے سال امتحان کیلئے واپس آجاتے۔ ہر پرچے کے اوپر پرچہ تیار کرنے والے اور پرچے کے نمبر لگانے والے کے نام لکھے ہوتے تھے ہمارے ملک میں ان باتوں کو انتہائی راز میں رکھا جاتا ہے اور اگر کسی کو پتہ لگ جائے تو خاصی بڑی قیمت وصول کر کے ان ناموں سے آگاہ کرتا ہے۔ اگرچہ اس کتاب کا نام یا یوں کہہ لیجئے کہ دوسرا نام "ایک استاد کی کہانی" ہے۔ لیکن کتاب میں استادی شاگردی کی باتیں تو کم ہیں۔ البتہ عمومی رنگ میں اس کتاب کو خاصا دلچسپ بنایا گیا ہے۔

(ن ۔ س)

اخبارِ احمدیہ

ولادت

•۔ مکرم منور احمد صاحب قمر کی صاحبزادی عزیزہ مکرمہ طلعت مبارکہ سیف صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۲۹ جولائی ۱۹۸۹ء کو پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے بچی کا نام صالحہ سطوت تجویز فرمایا ہے۔ حضور کی بابرکت تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے

•۔ مکرم مبشر احمد صاحب ضیاء سینئر انجینئر تربیلا ڈیم ضلع ایبٹ آباد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے پہلی بیٹی کی پیدائش کے ساڑھے پانچ سال بعد ۹ اگست ۱۹۸۹ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم ماسٹر عطاء اللہ خان صاحب کا پوتا اور مکرم محمد اکرم خان صاحب کارکن دفتر وصیت کا نواسہ ہے۔ احباب کرام سے نومولود کی صحت مندی درازیٔ عمر اور نیک و خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

تبدیلی نام

•۔ میری بیٹی امۃ النسیم (جماعت ہشتم) کو آئندہ امۃ النسیم کی بجائے امۃ الصبوح لکھا اور پکارا جائے۔

(محمد سلیم کارکن تحریک جدید ربوہ)

پتے درکار ہیں!

مندرجہ ذیل موصیات کے موجودہ ایڈریس درکار ہیں۔ اگر موصیات خود یہ اعلان پڑھیں۔ یا کسی اور دوست کو ان کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو تو نظارت بہشتی مقبرہ کو اطلاع دیں۔

۱۔ محترمہ رحمت بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد الدین صاحب وصیت نمبر ۷۱۴۸، ساکن فتح پور ضلع گجرات۔

۲- محترمہ تقیہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم انور احمد صاحب وصیت نمبر ۷۹۲۱، ساکن چک ۵۸/۳ ٹکڑہ ضلع فیصل آباد

۳- محترمہ جنت بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری امیر الدین صاحب وصیت نمبر ۷۹۲۳، ساکن ۵۸/۳ ٹکڑہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

۴- محترمہ نواب بی بی صاحبہ زوجہ مکرم سردار صاحب سابق سکونت ٹھروہ ضلع سیالکوٹ وصیت نمبر ۱۱۷۶۴، ہے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

بے بی گروتھ کورس
BABY GROWTH COURSE
۳۰ روزہ کورس
قیمت -/۲۵

چھوٹا قد کورس
DWAR FISHNESS COURSE
۱۰۰ روزہ کورس
قیمت -/۱۰۰

کمزوری جسم کورس
BODY BUILDING COURSE
۳۰ روزہ کورس
قیمت -/۴۵

موٹاپا کورس
OBESITY COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت -/۶۰

مٹی چھوڑ کورس
MITTI CHOUR COURSE
۳۰ روزہ کورس
قیمت -/۱۵

تفصیلی لٹریچر فری طلب فرمائیں۔
کیور ہومیو میڈیسن کمپنی گولبازار ربوہ
فون: سیلز ۷۷۱، کلینک ۶۰۶، رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روس میں صنعتی نمائش

جب کسی ملک میں صنعتی اشیاء کی نمائش لگتی ہے تو عام طور پر بہت سے ممالک اسمیں حصہ لیتے ہیں جس ملک میں صنعتی نمائش لگائی جانے والی ہو وہ کوشش کرتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ ممالک اپنی اشیاء اس نمائش میں رکھیں تاکہ زیادہ سے زیادہ ممالک کے لوگ وہاں آکر اپنی پسند کی چیزیں خرید سکیں یعنی انکے آرڈر بک کر سکیں۔ لیکن ایک نیا رجحان یہ بھی پیدا ہو رہا ہے کہ کسی ملک میں صرف ایک ملک کی صنعتی اشیاء کی نمائش لگا کر اس ملک کو متعارف کروایا جائے۔

پاکستان ۱۰ سے ۱۴ ستمبر تک ماسکو میں اپنی مصنوعات کی نمائش لگانے کا پروگرام بنا چکا ہے۔ یہ اپنی قسم کی پہلی نمائش ہے۔ جو روس میں لگائی جائے گی۔ اس میں کپڑا، سلے ہوئے کپڑے۔ کھیلوں کا سامان، طبی اوزار۔ عینکوں کا سامان مصنوعی زیورات اور ہر قسم کے جوتے، خیمے اور ترپال رکھے جائیں گے۔ طارق سعید صاحب جو بی سی سی آئی کے صدر ہیں وہ اس نمائش کے لئے جانے والے وفد کے سربراہ ہونگے اور وہی وہاں پر اس نمائش کا افتتاح کریں گے۔ اس بات کی امید کی جاتی ہے کہ روس کے بہت سے درآمد کرنے والے تجار اس نمائش کے افتتاح کے وقت موجود ہوں گے اور اس طرح پاکستان کی مصنوعات روس میں ایک وسیع حلقے سے متعارف ہو جائیں گی۔ اس نمائش کا انتظام اور اہتمام شیخ مقبول احمد (جو میلوں اور نمائشوں کی فیڈریشن سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین ہیں) کر رہے ہیں۔ ایسی ہی ایک نمائش بنگلہ دیش میں بھی لگائی جا رہی ہے لیکن وہاں پر زیادہ تر زرعی آلات دکھائے جانے کا پروگرام ہے۔

خود مل کر تشخیص و مشورہ کے خواہش مندوں کیخاطر

حضرت حکیم نظام جان

کے فرزند

حکیم عبد الحمید اعوان

کا

ماہانہ پروگرام

۱۵ - ۱۶ تاریخ کو مشہور دواخانہ چوک قلعہ کالر والا

۱۹ سے ۲۳ تاریخ تک مشہور دواخانہ محمود آباد ۳ ، کراچی

۲۵ سے ۲۷ تاریخ تک مشہور دواخانہ حضوری باغ روڈ ۔ ملتان

باقی دنوں میں مشہور دواخانہ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ میں مشورہ ہو سکتا ہے

منیجر (رجسٹرڈ) مشہور دواخانہ گوجرانوالہ

ہفتہ اشاعت اطفال الاحمدیہ

تمام مجالس اطفال الاحمدیہ ۱۶ تا ۲۳ ستمبر ہفتہ اشاعت منائیں۔ زیادہ سے زیادہ اطفال کو تشحیذ کا خریدار بنایا جائے۔ اطفال سے مختلف مضامین کہانیاں وغیرہ لکھوا کر مرکز میں ارسال کی جائیں۔ مخیر حضرات کی مدد سے مستحق اطفال کے نام تشحیذ جاری کروایا جائے۔

سیکرٹری اشاعت مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ

"وقفِ نو" کے متعلق ضروری ہدایت

جو والدین وقف کے متعلق خط حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھیں وہ مندرجہ ذیل کوائف ضرور درج کیا کریں۔

۱ ۔ اپنا نام اور پورا پتہ
۲ ۔ بچے کی والدہ کا نام
۳ ۔ بچے کا پورا نام
۴ ۔ بچے کی تاریخ پیدائش
۵ ۔ موجودہ اور مستقل پتہ

(وکیل الدیوان تحریک جدید)

خبریں

● اسلام آباد کے موقر ذرائع کے مطابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو پر قاتلانہ حملے کی ایک سازش پکڑی گئی ہے۔ جس کے بعد حکومت نے تمام خفیہ اداروں کو چوکس رہنے کا حکم دے دیا ہے۔

● صدر غلام اسحٰق نے ۱۶ ستمبر کو سینٹ کا اجلاس طلب کر لیا ہے۔

● وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر نواز شریف گذشتہ روز جب فیصل آباد پہنچے تو ان کا زبردست استقبال کیا گیا ایئرپورٹ سے باغ جناح تک ۱۸ کلومیٹر کے راستے پر لوگوں کی کثیر تعداد موجود تھی یہ سفر اس جلوس نے پانچ گھنٹے میں طے کیا۔

● کیوبا کا مسافر بردار طیارہ گر کر تباہ ہو گیا ۱۲۶ افراد ہلاک ہو گئے۔ طیارہ آبادی پر گرا جس سے ۱۹ مکانات بھی تباہ ہو گئے۔

● پاکستان پیپلز پارٹی صوبہ سندھ کے ممبران صوبائی و قومی اسمبلی نے ایک مشترکہ بیان میں اس بات کی سختی سے تردید کی ہے کہ پیپلز پارٹی کے ۱۰ اراکین نے قومی اسمبلی کے سپیکر کو علیحدہ نشستوں کے لئے درخواست دی ہے

● یوگوسلاویہ کے دارالحکومت بلغراد میں غیر وابستہ ممالک کا سربراہ اجلاس شروع ہو گیا ہے۔ رابرٹ موگابے نے تحریک کی چیئرمین شپ یوگوسلاویہ کے صدر کے سپرد کر دی ہے۔ پاکستان کی نمائندگی سینئر وفاقی وزیر بیگم نصرت بھٹو کر رہی ہیں۔

● سرحد کے سابق گورنر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) فضل حق نے جیل میں پانچ وقت نمازیں شروع کر دی ہیں انکو جیل میں قید ہوئے چالیس روز گذر چکے ہیں۔ وہ پہلے سے اب قدرے کمزور ہو گئے ہیں۔

● وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان نے کہا ہے کہ غیر جانبدار ممالک کی ۹ ویں سربراہ کانفرنس میں صدر نجیب کے خطاب کے دوران پاکستان واک آؤٹ کرے گا۔

● گورنر سندھ نے کہا ہے کہ کراچی اور سندھ میں غیر قانونی اسلحے کی موجودگی انتہائی تشویشناک ہے صرف کراچی سے ایک لاکھ جدید ہتھیار پکڑے گئے ہیں۔

● امریکہ اور پاکستان نے افغان مجاہدین کو دیئے جاتے والے ہتھیاروں اور مالی امداد میں کمی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

● جماعت اسلامی کا تین روزہ سالانہ اجتماع ۸ سے ۱۰ نومبر تک مینار پاکستان پر ہو گا اندرون و بیرونِ ملک سے ۳۰ ہزار خواتین سمیت ڈیڑھ لاکھ نمائندوں کی آمد کی امید ظاہر کی گئی ہے۔

● صدر غلام اسحٰق خان نے جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین ایڈمرل افتخار سروہی اور تینوں مسلح افواج کے سربراہوں سے ملاقات کی اور جائنٹ سٹاف ہیڈ کوارٹر کا دورہ کیا۔

● بلوچستان کے وزیر اعلیٰ نواب محمد اکبر بگٹی نے کہا ہے کہ صوبائی رابطے کے وزیر افتخار گیلانی کی باتیں بچگانہ ہیں۔ ہماری ان سے ملاقات نتیجہ خیز نہیں ہو گی۔

● برازیل کا ۵۴ مسافروں سے بھرا ہوا ایک طیارہ جنگلات میں لاپتہ ہو گیا ہے۔

● پی آئی اے کے گمشدہ طیارے کی فضائی تلاش ترک کر دی گئی ہے جبکہ زمینی تلاش کے کئی ذرائع ابھی تک جاری ہیں۔